بابر حسین

پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اردو،

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد

کلام اقبال میں عشق رسولؐ کے نظریاتی اور جمالیاتی پہلو

Babar Hussain

Ph.D Scholar, Urdu Department,

National University of the Modern Language, Islamabad.

Iqbaliat, Religious Poetry, Concept of love of the Prophet

The philosophical & Aesthetic aspect of the Prophet (PBUH)

Love in Iqbal ,s work

Love for the Holy prophet (PBUH) a significant aspect of creed ,The muslim,s poets have expressed this paemotion with different demension.The genra of Na,at ;especiall dedicated for expressing love for the Holy Prophet (PBUH)but apart from Na,at ,It is expressed emotionally&philosophically in other verses too.one of those Allama Iqbal is whose philosophical vision is based on the Holy propher,s love. In this article ,the philosophical & esthetic aspects of Holy Prophet,s love has been viewed brightly in Iqbal,s works.

عشق عربی زبان کا لفظ ہے۔محبت کا بلند تر درجہ عشق کہلاتا ہے اور یہی محبت کسی ایک درجہ پر جا کر جنون کہلاتی ہے۔ عشق دو طرح کا ہوتا ہے حقیقی اور مجازی، عشق کی بدولت کوئی صدیق اکبرؓ اور کوئی سیدنا بلالؓ بنتا ہے یہ تو عشق کے درجات ہیں کوئی عشق مجازی میں ہی گھر کر رہ جاتا ہے اور کوئی عشق مجازی سے حقیقی تک رسائی حاصل کر کے انعامات و کرامات کا شرف حاصل کرتا ہے۔عشق کی برکت سے عاشق کو بے پناہ محبت حاصل ہوتی ہے عشق کہیں درد ہے عشق ہی دوا ہے، عشق

ہی راستہ،عشق ہی منزل ہے اس حوالے اقبال نے کیا خوب صورت اشعار کہے ہیں۔

عشق کی اک جست نے طے کر دیا تمام
اس زمین و آسمان کو بے کراں سمجھا تھا میں
صدق خلیل بھی ہے عشق ،صبر حسینؓ بھی ہے عشق
معرکہ و جود میں بدور حنین بھی ہے عشق

علامہ اقبال ایک معدوم مفکراور انقلاب آفرین شاعر ہیں وہ ایک ایسے معاشرے کا قیام کا خواہاں ہیں جو استحصال سے پاک ہوا قبال نے اپنے شاعرانہ افکار کے ذریعے برصغیر کے پسماندہ لوگوں میں انقلاب برپا کیا اقبال کو یہ ملکہ حاصل تھی۔اقبال کی اعلیٰ سوچ کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ انہوں نے برصغیر کے اقوام کو پسماندہ سوچ کو بدلا جب ہم ان کے بلند و اعلیٰ افکار کا تجزیہ کرتے ہیں تو اُن کی وسیع وعریض سوچ ہمارے سامنے عیاں ہوتی ہیں اُن کی آنخضرتؐ سے عشق کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے ان جیسا مسلمان کم ہی سامنے آیا ہے۔

اقبال کی تعلیم کسی مسجد یا مکتب میں نہیں ہوئی اور نہ ہی انہوں نے کسی خانقاہی زاویہ سے اکتساب کیا انگریزوں کے ملک میں جا کر تعلیم حاصل کی ۔فلسفہ ان کا خاص موضوع تھا۔اقبال کا زمانہ وہ تھا جب فلسفی اور دہریہ ہم معنی اصطلاحات تصور ہوتی تھیں ۔اقبال مغرب سے جتنا اور جو کچھ حاصل کر سکتے تھے اپنے دامن میں لے کر وطن واپس لوٹے ۔لیکن اقبال اس تمام مدت میں ایک لمحہ کیلئے بھی احساس کمتری کا شکار نہیں ہوئے انہوں نے انگریزوں کی تہذیب وتمدن کو ہر طرح سے دیکھا اس دوران انہوں نے ایک لمحہ کیلئے مذہب کے خلاف رویہ اختیار نہیں کیا۔اور نہ اپنے اسلاف کے تذکرہ سے گھبرائے۔جب وطن واپس آئے تب بھی دین کی محبت میں کوئی کمی نہیں آئی۔

زمستانی ہوا میں گر چہ تھی شمشیر کی تیزی
نہ چھوٹے مجھ سے لندن میں بھی آداب سحر خیزی

اقبال کا آنخضرتؐ کے ساتھ اتنا دلی لگاؤ تھا کہ اقبال کہتے ہیں کہ اگر اقوام کے دلوں میں عشق رسولؐ نہ ہوتا تو یہ دنیا بے پناہ خوبیوں کی مالک نہ ہوتی اور اسلام وہ طاقت نہ رکھتا جس کی تاریخ میں بے شمار مثالیں ہمارے سامنے عیاں ہوئیں۔اقبال کا کہنا ہے کہ رسولؐ کی محبت کے بغیر دنیا کی کسی چیز کا وجود نہ ہوتا رسولؐ کی ذات بابرکت کیساتھ ہمیں اقبال کی گہری دلچسپی نظر آتی ہے۔قرآن پڑھتے پڑھتے بے اختیار رو پڑتے تھے اور ذکر رسولؐ سے بھی ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آتی فلسفہ اسلام دنیا کا سب سے بڑا فلسفہ ہے انہیں معلوم تھا کہ دنیا کے بڑے مفکر بھی اس کے پیروکار ہیں لیکن اقبال کا عشق رسولؐ کی ازلی سرشاری ہے۔اقبال کا عشق رسولؐ انفرادیت کا حامل ہے۔اقبال اسے عاشق رسولؐ مانتے ہیں جو اپنی زندگی اسوۂ رسولؐ پر عمل کرتے ہوئے گزارنے کا پختہ ارادہ رکھتا ہو۔اسی حوالے ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی لکھتے ہیں۔

> ''حضرت محمدؐ ایک بحر ذخار کے مانند ہیں جس کی موجیں آسمان کو چھوتی ہیں۔تم بھی اسی سمندر سے سیرابی حاصل کروتا کہ تمہیں حیات نو نصیب ہو۔اور تمہاری وہ بھولی بسری کیفیات جنہیں مادی دنیا نے تم سے چھین لیا، ازسرنو تم کو میسر آجائیں''(۱)

اقبال نے حضورؐ کے بتائے ہوئے اصول واحکام کے مطابق زندگی گزاری آپؐ سے ان کا عشق کا اظہار شاعری میں نہیں بلکہ زندگی کے ہر پہلو میں نظر آتا ہے۔ڈاکٹر غلام مصطفیٰ کہتے ہیں:

''عشق رسولؐ اور قرآن مجید ہی سے علامہ اقبال کے شخصی عناصر کی تعمیر ہوتی ہے''(۲)

اقبال کو حضورؐ سے والہانہ عشق ہے تلاوت قرآن پاک اور احادیث نبویؐ کا مطالبہ پوری زندگی رہا، وہ جذبہ عشق کو نہ صرف نجات کا ذریعہ بلکہ بہتر زندگی گزارنے کیلئے لازم قرار دیتے ہیں۔ان کا حضورؐ سے عشق قابل دید اور قابل رشک ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے جذبہ عشق رسولؐ ہی کی بدولت کبھی بارگاہ الٰہی میں امت مسلمہ کی زبوں حالی کے پیش نظر شکوہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور کبھی ''طرابلس'' کے شہیدوں کا دکھ لئے کہتے نظر آتے ہیں:

گراں جو مجھ پہ یہ مہنگا مہ زما نہ ہوا
جہاں سے باند ھ کے درخت سفر روانہ ہوا
مگر میں نظر کو اک آبگینہ لا یا ہوں
جو چیز اس میں ہے ، جنت میں بھی نہیں ملتی

عشق رسولؐ ہی اقبال کا تصورحیات ہے اقبال آپؐ کی ہستی کو کائنات کا محور ٹھہراتے ہیں۔اقبال نے عشق رسولؐ کے اظہار کا جو پیرایہ اختیار کیا ہے وہ حکمت وفلسفہ ہونے کے علاوہ ہمہ شوق اور ہمہ جذب ومستی ہے آپ آنحضورؐ کو وجہ تخلیق کائنات قرار دیتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں۔

لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

ایشائی تہذیب کو دور حاضر کی مجموعی حیثیت سے دیکھا جائے تو اس کی تاریخ ذہنی اور روحانی سکون وجمود کی ایک لمبی نیند نظر آئے گی۔اقبال غلامی کے دشمن ہیں خواہ وہ ذہنی ہو یا سیاسی اقبال لفظ''مسلم'' کو مرد آزاد کا ہم معنی سمجھتے ہیں اور یہی اس لفظ کا صحیح مفہوم ہے۔ ہر ایک ملت کے لیے اساسی اصولوں کا ہونا ضروری ہے۔ملت اسلامیہ دو اصولوں پر قائم ہے توحید اور رسالت،توحید انسان کو بے نیاز کر دیتی ہے۔یاس،حزن اور خوف کا جو سب روحانی امراض کی جڑیں ہیں قلع و قمع کر دیتی ہے اور رسالت کا مقصد انسان کو حریت،مساوات اور اخوت کے راستے پر چلاتا ہے۔

اقبال کے ہاں جو انفرادیت ہے وہ کسی اور کے ہاں نہیں ملتی ان کا اسلوب منفرد ہے اور ان کا ایک ممتاز اور یکتا انداز ہے۔یعنی عشق رسول میں ڈوبی ہوئی شخصیت کے حامل تھے۔اس کی وجہ یہ تھی کہ اقبال مقام رسولؐ کی پہچان تھے وہ کسی بھی موضوع پر گفتگو کرتے۔عنوان کچھ بھی ہو ان میں رسولؐ کا جلوہ بسا رہتا ہے۔اس نظریہ نے اقبال کو اقبال بنایا اسی حوالے اسلم انصاری لکھتے ہیں۔

''اقبال کا باطن عشق رسولؐ کے سرچشمے جس طرح رواں دواں تھے ان کے پیش نظر اس نوع کی نعتیہ شاعری کا وجود میں آنا ایک بالکل قدرتی بات تھی۔شاعر اور مفکر سے بڑھ کر ان کے لئے اگر کوئی اور چیز وجہ افتخار وانبساط ہوسکتی تھی تو وہ عاشق رسولؐ کا لقب ہے عشق رسولؐ ان کی شیفتگی کو دیکھتے ہوئے اس سے بہتر اور کوئی لفظ ذہن میں آ ہی نہیں سکتا''(۳)

اقبال کے دونوں کلام (اُردو اور فارسی) میں عشق رسولؐ کی عملی تصویر ہے۔

خوشا وہ وقت کہ یثرب مقام تھا اس کا
خو شا وہ دور کہ دیدار عام تھا اس کا

یہ عشق اقبال کی رگ رگ میں سرایت کر گیا تھا وہ ہمیشہ اس جذبے سے تر رہتے تھے محبوب کا ذکر آتے ہی اقبال پر محویت چھا جاتی ہے اقبال کے ہاں عشق اتنا ہرا اور شدید ہے کہ مشرقی ادب میں اس کی مثال مشکل سے ملے گی۔اور اقبال کے جذبہ وشوق کا اعتراف سب نے کیا اقبال نے اپنے کلام میں یہاں تک کہہ دیا تھا کہ خدا سے تو انکار کر دیا جائے محمدؐ کی شان سے انکار کرنا ناممکن ہے۔

می توانی منکر یزداں شدن
مکر از شانِ نبی نستواں شدن

اقبال کا کہنا ہے کہ اگر عشق محمدؐ کی کارفرمائیاں نہ ہوتیں تو دنیا صبر حسین کی فقید المثال ضیاء پاشیوں سے آشنا نہیں ہوسکتی تھی اور دنیا کی ہر چیز عشق نبیؐ کے بغیر بے مصرف و بے معنی ہے۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

اقبال نے اپنے کلام میں واضح طور پر رہنمائی کر دی ہے کہ ماضی کے عروج وکمال کو دوبارہ حاصل کرنے اور دنیا میں ترقی وکامیابی کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی بتائی ہوئی تعلیمات کو اپنایا جائے جو مسلمانوں کو اس پستی سے نکال کر عروج ثریا سے ہمکنار کر دے گی۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے

اقبال عشق رسولؐ کا اظہار اُردو اور فارسی شاعری کے ہر دور میں کرتے رہے۔فارسی میں ''اسرار ورموز سے پس چہ باید کرد''اور ''ارمغان حجاز'' تک کوئی مجموعہ ایسا نہیں جہاں اس عدم کا جلوہ نہ جھلکتا ہو لیکن انداز اور رنگ ہر ایک میں جدا جدا ہے۔اقبال نے عظمت کو جس میں نمونے دیکھا وہ رسولؐ کی ذات تھی۔اسی لئے اقبال کا یہی پیغام ہے کہ یہی دین داری ہے رسالت سے وابستگی ہی ملت اسلامیہ کے ملی تشخص کی بنیاد ہے آپؐ میں ڈوب جانا ہی انفرادی کما کا باعث ہے۔

اقبال کا تصور عشق رسولؐ نوع انسانی کو آپؐ اسوہ حسنہ کے مطابق زندگی بسر کرنے کا درس دیتا ہے۔ جو بھائی چارے ، اخوت و مساوات ، صبرو برداشت، عفو ودر گزر، محنت وحرکت، خوداری و خودشناسی اور حصول رزق حلال کے سلسلے میں حضورؐ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق زندگی بسر

کرنا عین عبادت ہے۔ اگر ایسی زندگی گزارتے
گئے تو دنیاو آخرت میں کبھی ذلت نہیں ہوگی۔ اقبال
کے نزدیک آپؐ سے عشق کا جذبہ عملی ہونا چاہیے
ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو چمن دہر میں
کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھرمے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو

اس کے علاوہ اقبال نے شکوہ اور جواب شکوہ جیسی لکھی اس سے پہلے طرابلس کے شہیدوں کے حوالے سے ایک نظم حضور رسالت مآبؐ میں لکھی۔ یہ نظم بارگاہ الٰہی میں ایک حنین حضوری کو بیان کرتی ہے فرشتے شاعری بزم رسالتؐ میں حضورؐ کے سر پہ رحمت لے جاتے ہیں بارگاہ نبویؐ سے شاعر خطاب کیا جاتا ہے۔

نکل کے باغ جہاں سے برنگ بو آیا
ہمارے واسطے کیا تحفہ لے کر تو آیا
حضور دہر میں آسودگی ملتی
تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی

عشق رسولؐ کا جذبہ اقبال کے رگ و پے یہ حاوی تھا اسی مولانا عبدالسلام ندوی ''اقبال کامل'' میں یوں لکھتے ہیں۔

''ڈاکٹر صاحب نے نعتیہ شاعری کو قومی شاعری بنادیا ہے''(۵)

اقبال کی شاعرانہ شہرت اور عظمت جذبہ ملی، بلند خیالی اور انداز بیان کی بلندیوں کو چھوتی ہے۔لیکن اقبال کی حقیقی عظمت کا جذبہ ان کے اندر چھپا ہوا ہے جو پوری زندگی خون کی طرح گردش کر رہا ہے وہ جذبہ محبت رسولؐ ہے یا عشق رسولؐ ہے یہی عشق ان کی زندگی ہے اس عشق نے ان کے خیالات میں بلندی اور جذبات میں گہرائی پیدا کی ہے۔اس عشق نے ان کو اسلام سے روشناس کروایا اور خدا کی پہچان کروائی۔اقبال اگرچہ مشرق ومغرب کے علوم کے ماہر تھے۔وہ بہت آسانی سے شاعر عالم بن سکتے تھے ترانہ ہندی کے بعد وہ شاعر ہند بن سکتے تھے کہ اس میدان میں ان کا کوئی ہمسر نہ ہوتا ہے لیکن اقبال نہ صرف مخص شاعر اور نہ ہی شاعر وطن قبول کیا بلکہ انہوں نے اسلام کی راہ اپنائی۔ان کے نزدیک اسلام اور صرف اسلام ہے یہ اسلام ان کو عشق رسولؐ سے حاصل ہوا۔اور ان کا تصور اسلام ذات عشق رسولؐ سے الگ نہیں ہوسکتا جو اسلام کی روح ہے اقبال ہمیشہ اس پر نازاں رہے کہ:

ہزاروں لالہ وگل ہیں ریاض ہستی میں
وفا کی جس میں ہو بو وہ کلی نہیں ملتی

اقبال کے ہاں ذکر رسولؐ میں صفات نبویؐ کے ساتھ ساتھ ذاتی تاثرات بھی ملتے ہیں، اسی لگاؤ کی وجہ سے اقبال کے اشعار نے بجلی بھر دی ہے۔اور امت مسلمہ کے ہر دکھ کو اسی عشق میں تلاش کیا ہے۔اقبال کے نظریاتی حوالے سے عشق

رسول مختلف صورتیں نمایاں ہے۔ عشق رسولؐ سے سرشار ہونے کے بعد انسان کسی بھی در پہ تمنا لے کر نہیں جاتا کیونکہ اس کی غیرت اس چیز کی اجازت نہیں دیتی۔ اقبال کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہیں جس میں عشق رسولؐ نہ ہوں۔ اقبال کے نزدیک عشق رسول ہی انسان کو انسان بناتا ہے۔ ان کے نظرتی پہلوؤں میں مرکز ملت کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اقبال ملت کی اجتماعی زندگی کو عشق پر منحصر قرار دیتے ہیں، کیونکہ اسلام مساوات، اتحاد اور اخوت کا علمبردار ہے جو بھی کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہوتا ہے وہ اسکا رکن ہے اور ہمارا نعرہ ہے **لا الہ اللہ** اسوہ حسنہ کی اتباع ایمان کی بنیاد ہے۔ عشق و مرتبہ ایمان کا لازمہ ہے لیکن عشق رسولؐ کا لازمی جز سنت رسولؐ ہے۔

مجھے عشق کے پر لگا کر اُڑا
مری خاک جگنو بنا کر اُڑا
ہری شاخ ملت ترے نم سے ہے
نفس اس بدن میں ترے دم سے ہے

اقبال جمالیاتی ذوق رکھتے تھے اور انہوں نے شاعری کو تفریح نہیں بلکہ تعمیر میں صرف کیا۔ اقبال نے اپنے تصورات کو اسلامی روایات میں جذب کر لیا۔ خودی جب معرض وجود میں نہیں آئی تو زندگی کا محض ایک موضوعی راز ہوتی ہے۔ لیکن جب وہ اپنا اظہار کر دیتی ہے تو کائنات کی بیداری یا حسن بن جاتی ہے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو اقبال ایک جمالیات مکتب فکر سے تعلق رکھتا ہے جو نظریہ اظہاریت کا داعی ہے ظاہر ہے کہ اس مکتب فکر کے نزدیک اظہار حسن کی ایک لازمی شرط ہے اقبال کا ہر حسن قرآنی ہے کر وچے بھی اس نظریہ اظہاریت کا سب سے زیادہ متشدد نقیب ہے اس تصور حسین کو بیان کرنے کے لیے کئی انداز اختیار کیے ہیں۔

آفریدن؟ جستجوئے دلبرے
وانمودن خویش را بر دیگرے

اقبال اور افلاطون بھی مجازی حسن کو فانی ہونے سے بہت متاثر نظر آتے ہیں۔ آئن سٹائین بھی کہتا کہ دنیا کی ہر چیز خوبصورت ہے۔ اسلامی نظریہ یہ ہے کہ کائنات کی ہر شے حسین ہیں۔

اقبال فطرت اور مناظر فطرت سے متاثر ہیں۔ فطرت میں جن مناظر میں ساری عمر متاثر رہے ایک ایسا تصور ہے اقبال کی شاعری میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اقبال کے ہاں صحرا کے پہلو بہ پہلو لالہ کا ذکر ہے۔

یہ چمن وہ ہے کہ تھا جس کے لئے
سامان ناز
لالہ صحرا جسے کہتے ہیں تہذیب حجاز

اقبال کو محمدؐ سے جو عشق ہے وہ امت محمدی سے بھی محبت ہے۔ اقبال انسانیت کے ہمدرد تھے اقبال کے یہاں ذوق وشوق طلب و جستجو درد عرفان وجدان سب عشق کے معنی میں ہیں۔ یہی بات انسان کو اس کے مقام پر پہنچاتی ہے اسی کے حوالے مسجد قرطبہ میں کہتے ہیں۔

عشق دم جبرئیل ، عشق دل مصطفیٰ
عشق خدا کا رسول ، عشق خدا کا کلام

حوالہ جات

۱) محمد طاہر فاروقی، ڈاکٹر، ''اقبال اور محبت رسولؐ'' اقبال اکادمی پاکستان لاہور طبع نہم ۲۰۱۱ء ص ۳۲
۲) غلام مصطفیٰ خاں، ڈاکٹر، ''اقبال اور قرآن'' اقبال اکادمی پاکستان لاہور ۲۰۱۰ء ص ۶
۳) اسلم انصاری، ڈاکٹر، ''اقبال عہد آفرین'' کاروان ادب، ملتان، صدر ۱۹۸۷ء ص ۵۵
۴) محمد عبدالمقیت شاکر علیمی، ڈاکٹر، ''اقبال اور حدیث''، مکتبہ علیمی، کراچی ۲۰۱۳ء ص ۱۸
۵) مولانا عبدالسلام، ندوی، ''اقبال کامل'' دارالمصنفین، اعظم گڑھ، ۱۹۲۸ء ص ۱۲۱
۶) عبدالحکیم، ڈاکٹر، ''فکر اقبال'' بزم اقبال، لاہور ۱۹۸۸ء